سراج الدین ابن الملقن

ڈاکٹر حافظ عبد العلیم خاں صاحب لکچرر شعبہ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

آٹھویں اور نویں صدی ہجری میں شافعی فقہاء کی ایک طویل فہرست سامنے آتی ہے جنھوں نے نہ صرف فقہ و حدیث میں قابلِ قدر اضافے کیے بلکہ فن تاریخ و تذکرہ اور دیگر علوم و فنون میں بھی ایسی بیش قیمت تصانیف چھوڑ گئے ہیں جو رہتی دنیا تک ان کی یاد کو تازہ کرتی رہیں گی۔ انھیں میں ایک مشہور فقیہ، محدث اور مؤرخ سراج الدین ابن الملقن (م ۸۰۴ھ) بھی گزرے ہیں پیش نظر مقالے میں ان کی حیات اور تصانیف کا مختصر جائزہ لیا جائے گا۔ ابن الملقن اپنے زمانہ کے مشہور و معروف فقیہ، محدث اور کثرتِ تصانیف میں یگانۂ روزگار تھے اور ان کی تصانیف کی تعداد تین سو تک بتلائی جاتی ہے

تذکرہ نگاروں اور مؤرخین نے مصنف کا نام عمر، کنیت ابوحفص اور لقب سراج الدین لکھا ہے۔ عام طور پر "ابن الملقن" کے نام سے مشہور تھے اور بلادِ یمن میں "ابن النحوی" کے نام سے پکارے جاتے تھے[1]۔ ان کا سلسلہ نسب اس طرح ہے:

عمر بن علی بن احمد بن محمد بن عبد اللہ الأنصاری، الوادی آشی القاھری،

---

(۱) السخاوی: الضوء اللامع لاہل القرن التاسع (مطبوعہ قاہرہ ۱۳۵۳ھ) ۶/۱۰۰

الشافعیؒ[1]۔

مصنف کے آبار و اجداد میں سے صرف ان کے والد نورالدین، ابوالحسن علیؒ کے حالات زندگی ملتے ہیں۔ اُن کے علاوہ ان کے آبار و اجداد میں سے اور کسی فرد کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں مل سکی ہے۔ ان کے والد نحو کے مشہور عالم تھے اور اس فن میں یگانۂ روزگار تھے۔ اُس زمانے کے بہت سے اکابر علمار نے ان سے شرف تلمذ حاصل کیا تھا۔ وہ اصلاً اندلس کے ایک شہر وادی آش[3]

---

(۱) حالات کے لیے دیکھیے: (۱) (مخطوطات) ابن الملقن: العقد المذہب فی طبقات حملۃ المذہب ورق ۱۵۴ (الف) (نسخہ مکتبہ خدابخش پٹنہ)

ابن قاضی شہبہ: طبقات الشافعیہ (نسخہ تحقیق راقم الحروف) نمبر ۷۳۹

(۲) مطبوعات) السخاوی: الضوء اللامع ۶/۱۰۰ — ۱۰۵؛ ابن العماد: شذرات الذہب ۷/۴۴

ابن فہد: لحظ الالحاظ بذیل تذکرۃ الحفاظ ص ۱۹۷ — ۲۰۰

السیوطی: ذیل تذکرۃ الحفاظ ص ۳۶۹۔ السیوطی: حسن المحاضرۃ فی اخبار مصر والقاہرۃ ۱/۲۴۹۔

ابن ہدایت: طبقات الشافعیہ ص ۹۰

الشوکانی: البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع ۱/۵۰۸

البغدادی: ہدیۃ العارفین ۱/۷۹۱۔ البستانی دائرۃ المعارف الاسلامیہ ۴/۴۷

الزرکلی: الأعلام ۵/۲۱۸۔ کحالہ عمر رضا: معجم المولفین ۷/۲۹۶

بروکلمن: ۲/۹۲، ذیل بروکلمن: ۱/۶۸۰، ۷۵۳، ۲/۱۰۹

(۲) السیوطی: بغیۃ الوعاۃ فی طبقات النحویین واللغاۃ (مطبعۃ السعادۃ قاہرہ ۱۳۲۶ھ) ص ۳۲۷

(۳) وادی آش جس کو انگریزی (Guadix) کہتے ہیں اندلس کے مشہور شہروں میں سے ایک شہر ہے۔ اس کے اور غرناطہ کے مابین ۴۰ میل کا فاصلہ ہے۔ (لحظ الالحاظ ص ۱۱۵)

کے رہنے والے تھے۔ لیکن اپنے آبائی وطن کو چھوڑ کر تکرور[1] چلے گئے تھے۔ اور ایک زمانے تک اہالیِ تکرور کو قرآن پاک کی تعلیم دیتے رہے اور تعلیم کے ذریعہ خوب مال و دولت حاصل کیا۔ پھر نہ معلوم کس بنا پر وہاں سے قاہرہ منتقل ہو گئے اور وہیں رہ پڑے اور شادی وغیرہ کر لی[2]۔

مؤرخین اس پر متفق ہیں کہ ابن الملقن کی ولادت ربیع الاول ۷۲۳ھ ہجری میں قاہرہ میں ہوئی۔ لیکن تاریخ کے بارے میں تھوڑا اختلاف ہے۔ اس بارے میں سخاوی (م ۹۰۲ھ) نے دو قول نقل کیے ہیں۔ پہلا قول جس کو سخاوی نے صحیح تر بتلایا ہے یہ ہے کہ مصنف کی ولادت ۲۲ر ربیع الاول کو ہوئی تھی اور دوسرا قول یہ ہے کہ ان کی پیدائش ۲۴ر ربیع الاول بروز شنبہ ہوئی تھی[3]۔ ابن فہد (م ۸۷۱ھ) نے بھی قولِ ثانی کو اپنی کتاب میں نقل کیا ہے[4]۔

ابن الملقن کی عمر ابھی ایک ہی سال کی ہوئی تھی کہ ان کے سر سے اُن کے والد کا سایہ اُٹھ گیا اور وہ ہمیشہ کے لئے شفقتِ پدری سے محروم ہو گئے۔ ان کے والد نے غالباً اپنے آخر زمانے میں شیخ شرف الدین عیسیٰ المغربی[5] (الملقن) کو مصنف کی پرورش اور تربیت کے لیے نگراں مقرر کر دیا تھا۔ ابن الملقن کے والد کے انتقال کے بعد شیخ مغربی نے اُن کی والدہ

---

(۱) تکرور جنوب مغرب میں ایک شہر ہے۔ اور وہاں کے لوگ حبشیوں سے زیادہ مشابہ ہوتے ہیں۔ دیکھیے یاقوت الحموی: معجم البلدان (طبع بیروت ۱۹۵۶ء) ۲/۳۸

(۲) السخاوی: الضوء ۶/۱۰۰ و ابن فہد: لحظ الالحاظ ص ۱۹۷

(۳) السخاوی: الضوء ۶/۱۰۰

(۴) ابن فہد: لحظ الالحاظ ص ۱۹۷

(۵) الشیخ عیسیٰ المغربی کے بارے میں تاریخ کی کتابوں میں علیحدہ سے کوئی اطلاع نہیں ملتی ہے۔ ابن الملقن کے حالات کے ذیل میں اتنی معلومات بہم پہنچ سکی کہ وہ جامع ابن طولون قاہرہ

سے عقد کرلیا اور اس طرح مصنف اپنی والدہ اور سوتیلے والد کے زیر سایہ پرورش پانے لگے۔

ابتداءً مصنف اپنے نام کے ساتھ "ابن النحوی" لکھا کرتے تھے چونکہ شیخ مغربی "ملقن" کے لقب سے مشہور تھے اس لیے مصنف کے اپنے نام کے ساتھ "ابن النحوی" لکھنے پر ان پر ناراض ہوتے تھے اور ان کو مجبور کرتے تھے کہ وہ بجای "ابن النحوی" کے "ابن الملقن" لکھیں۔ اسی بنا پر مصنف اپنے آپ کو ابن الملقن لکھنے لگے اور اسی لقب سے مشہور ہوئے[1]۔

ابن الملقن کو بچپن ہی سے پڑھنے لکھنے کا بہت شوق تھا۔ ان کی ابتدائی تعلیم اپنے سوتیلے والد کے زیر نگرانی ہوئی۔ زمانہ کے رواج کے مطابق انھوں نے سب سے پہلے قرآن مجید حفظ کیا۔ اس کے بعد فقہ کی کتاب "العمدۃ" کو زبانی یاد کر ڈالا۔ شیخ مغربی غالباً مسلکاً مالکی تھے کیونکہ وہ "ابن الملقن" کو مالکی مذہب کی کتابیں پڑھانا چاہتے تھے لیکن مصنف کے حقیقی والد کے بعض احباب نے شیخ سے اصرار کیا کہ ابن الملقن کو فقہ شافعی کی کتابیں پڑھائی جائیں چنانچہ انھوں نے ابن الملقن کو امام نووی[2] (م ۶۷۶ھ) کی مشہور اور متد اول

---

(۱) السخاوی : الضوء ۶/۱۰۰ ؛ ابن فہد : لحظ الالحاظ ص ۱۹۷

(۲) یحیی بن شرف بن مری بن حسن بن حسین، ابوزکریا، محی الدین، النووی (۶۳۱-۶۷۶ھ) مشہور محدث اور فقیہ شافعی تھے۔ انھوں نے مختلف علوم وفنون میں کتابیں لکھی ہیں ان کی مشہور کتابیں یہ ہیں : ریاض الصالحین۔ شرح المہذب۔ کتاب الاذکار۔ المنہاج فی شرح مسلم۔ کتاب الایضاح۔ کتاب الخلاصۃ۔ کتاب التبیان۔ طبقات الشافعیۃ۔

تفصیلی حالات کے لیے دیکھیے : السبکی: طبقات الشافعیۃ ۵/۱۶۵ ؛ ابن کثیر: البدایۃ والنہایۃ ۱۳/۲۶۸ ؛ ابن تغری بردی : النجوم الزاہرۃ ۷/۲۷۸ ؛ النعیمی : الدارس فی تاریخ المدارس ۱/۲۴ ؛ الزرکلی : الاعلام ۹/۱۸۴۔

کتاب منہاج الطالبین پڑھانی شروع کی۔ منہاج ختم کرنے کے بعد انھوں نے مصر کے مشہور عالم، فقیہ اور محدث ابو الفتح ابن سید الناس[1] (م ۷۳۴ھ) اور قطب الدین الحلبی[2] (م ۷۳۵ھ) کی خدمت میں حاضر ہوکر منہاج الطالبین تمام وکمال سنائی۔ مصنف کو بچپن ہی سے فقہ سے بیحد شغف تھا اس لیے انھوں نے اس فن میں مہارت حاصل کرنے کے لئے اپنے دور کے مشاہیر اور اکابر علماء کے سامنے زانوی تلمذتہ کیا۔ سب سے پہلے انھوں نے اپنے والد کے شاگرد

---

(۱) محمد بن محمد بن محمد بن احمد بن عبداللہ، ابو الفتح، فتح الدین، الاندلسی المصری المعروف بابن سید الناس (۶۷۱ - ۷۳۴ھ)۔ اپنے زمانے کے مشاہیر علماء وفقہاء میں شمار کیے جاتے تھے۔ جامع صالح اور جامع خندق میں ایک عرصے تک پڑھاتے رہے۔ شاعری بھی کیا کرتے تھے۔ انھوں نے کئی عمدہ کتابیں لکھی ہیں جن میں "عیون الاثر" اور "شرح الترمذی" مشہور ہیں۔

حالات کے لیے ملاحظہ ہو: طبقات الشافعیہ ۶/۲۹، فوات الوفیات ۲/۱۶۹؛ الوافی بالوفیات ۱/۲۸۹؛ الدرر الکامنہ ۴/۲۰۸؛ النجوم الزاہرۃ ۹/۳۰۳، شذرات الذہب ۶/۱۰۸

(۲) عبدالکریم بن عبد النور بن منیر الحلبی (۶۶۴ - ۷۳۵ھ) اپنے زمانے کے مشہور محدثین اور علمائے کبار میں شمار کیے جاتے تھے۔ انھوں نے پوری عمر حدیث ہی کی خدمت انجام دی۔ نقد حدیث کے بڑے ماہر تھے۔ اسماء رجال کے فن میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے۔ انھوں نے کئی کتابوں کی شرحیں لکھیں جن میں بخاری کی شرح اور حافظ عبدالغنی کی "کتاب السیرۃ" کی شرح بہت مشہور ہے۔

حالات کے لیے ملاحظہ ہو: الفوائد البہیۃ ص ۱۰۰، حسن المحاضرۃ ۱/۲۰۲ غایۃ النہایۃ ۱/۴۰۲، ذیل طبقات الحفاظ للحسینی ص ۱۳، البدایہ والنہایہ ۱۴/۱۷۱ النجوم الزاہرۃ ۹/۳۰۶ - الأعلام ۴/۱۷۷۔

جمال الدین الاسنوی[1] (م ۷۷۲ھ) سے کتبِ فقہیہ پڑھنی شروع کیں اس کے بعد تقی الدین السبکی[2] (م ۷۵۶ھ)، کمال الدین النشائی[3] (م ۷۵۷ھ) اور عزالدین ابن جماعہ[4] (م ۷۶۷ھ) کی خدمت

---

(۱) عبدالرحیم بن الحسن بن عمر بن علی بن ابراہیم، ابو محمد، جمال الدین الاسنوی الشافعی (۷۰۴ - ۷۷۲ھ) شافعی فقہاء میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ۷۲۱ھ میں اپنے وطن اسنا سے قاہرہ آئے اور وہیں ۷۲۷ھ سے تدریسی خدمات انجام دینے لگے۔ مصر کے مختلف مدارس جیسے مدرسہ اقبغاویہ، المالکیہ، الفارسیہ اور الفاضلیہ میں ایک عرصے تک پڑھاتے رہے۔ تیس سال کی عمر کے بعد تصنیفی کام شروع کیا اور تھوڑے عرصے میں کئی بیش قیمت تصانیف مختلف فنون میں لکھ ڈالیں۔ جن میں جواہر البحرین، کتاب التمہید، طراز المحافل، طبقات الشافعیۃ، شرح منہاج الطالبین بہت مشہور رہیں۔

حالات کے لیے دیکھیے: الدرر الکامنۃ ۲/۳۵۴؛ بغیۃ الوعاۃ ۳۰۴؛ النجوم الزاہرۃ ۱۱/۱۱۴؛ شذرات الذہب ۶/۲۲۳؛ الأعلام ۴/۱۱۹۔

(۲) علی بن عبدالکافی بن علی بن تمام بن یوسف، ابو الحسن، تقی الدین السبکی (۶۸۳ - ۷۵۶) مشہور فقیہ شافعی گذرے ہیں۔ ۷۳۹ھ میں عہدۂ قضا پر فائز کیے گئے اور ۱۶ برس تک اس خدمت کو انجام دیتے رہے۔ مدرسہ عادلیہ، غزالیہ، اتابکیہ، شامیہ، مسروریہ میں عرصہ تک تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ ان کی تصانیف کی تعداد ایک سو پچاس تک بتلائی جاتی ہے جن میں سب سے زیادہ مشہور الدر النظیم فی تفسیر القرآن الکریم ہے۔

حالات کے لیے ملاحظہ ہو: تاج السبکی: طبقات الشافعیۃ ۶/۱۴۴ - ۲۲۶، الدرر الکامنۃ ۳/۶۳؛ البدایہ والنہایۃ لابن کثیر ۱۴/۲۵۲، النجوم الزاہرۃ ۱۰/۳۱۸ قضاۃ دمشق لابن طولون ص ۱۰۱۔ شذرات الذہب ۶/۱۸۰۔ الأعلام ۵/۱۱۶۔

(۳) احمد بن عمر بن احمد بن مہدی، کمال الدین، النشائی الشافعی (۶۹۱ - ۷۵۷ھ) اپنے زمانے کے عمدہ خطیب اور مصنف تھے۔ جامع الامیر ایدمر الخطیری بولاق میں بحیثیت خطیب فرائض انجام دیتے رہے۔ ان کی تصانیف میں جامع المختصرات، کتاب المنتقی، الابریز فی الجمع بین الحاوی والوجیز بہت مشہور رہیں۔

حالات کے لیے ملاحظہ ہو: السبکی: طبقات الشافعیہ ۵/۱۷۵، ابن حجر: الدرر الکامنہ ۱/۲۲۴؛ النجوم الزاہرہ ۵/۱۶۴۔ شذرات الذہب ۶/۱۸۲۔ الاعلام ۱/۱۷۹

(۴) عبدالعزیز بن محمد بن ابراہیم بن سعد اللہ بن جماعۃ، ابو عمر، عزالدین الکنانی الحموی الدمشقی (۶۹۴ - ۷۶۷ھ)۔ مصر کے مشہور شافعی فقہاء میں شمار کیے جاتے ہیں (بقیہ حاشیہ ص ۳۸ پر)

میں حاضر ہو کر فقہ کی اہم اور منتہی کتابیں پڑھیں۔ فقہ کے ساتھ ساتھ مصنف کو عربی ادب، اور علم نحو سے بھی کافی دلچسپی تھی۔ انھوں نے اپنے زمانے کے مشہور نحوی اور ادیب ابوحیان[1] (م ۷۴۵ھ)، جمال الدین ابن ہشام[2] (م ۷۶۱ھ) اور شمس الدین

(بقیہ حاشیہ ص ۳۷) ایک زمانے تک بلاد مصریہ کے قاضی رہے۔ اس کے بعد کچھ دنوں کے لیے شام کے قاضی بھی مقرر کر دیئے گئے تھے۔ ۷۶۶ھ میں عہدۂ قضا سے مستعفی ہو گئے اور ایک سال تک مدرسہ خشابیہ اور جامع ابن طولون میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ ان کی تصانیف مندرجہ ذیل ہیں: تخریج احادیث الرافعی، المناسک الصغری، السیرۃ الکبری، السیرۃ الصغری۔ بعض متاخرین نے لکھا ہے کہ نووی کی منہاج الطالبین کی شرح لکھنی شروع کی تھی لیکن مکمل نہ ہو سکی۔

تفصیلی حالات کے لیے دیکھیے: السبکی: طبقات الشافعیہ ۶/۱۲۳؛ الدرر الکامنہ ۲/۳۷۸؛ الاعلام ۴/۱۵۱

(۱) محمد بن یوسف بن علی بن حیّان بن یوسف، ابوحیّان، اثیر الدین الجیانی الغرناطی المصری (۶۵۴-۷۴۵ھ) ان کا شمار اکابر نحاۃ میں کیا جاتا ہے۔ ان کی تصانیف کی تعداد پچاس سے زائد بتلائی جاتی ہے۔ جن میں البحر المحیط تفسیر قرآن مجید، شرح التسہیل، طبقات نحاۃ الاندلس، تحفۃ الاریب فی غریب القرآن منہج السالک علی الفیۃ ابن مالک بہت مشہور ہیں۔

تفصیلی حالات کے لیے دیکھیے: السبکی: طبقات الشافعیہ ۶/۳۱، الصفدی: فوات الوفیات ۲/۲۸۲؛ ابن حجر: الدرر الکامنہ ۴/۳۰۲؛ السیوطی: بغیۃ الوعاۃ ص ۱۲۱ المقری: نفح الطیب ۱/۵۹۸؛ ابن تغری بردی: النجوم الزاہرہ ۱۰/۱۱۱؛ ابن العماد: شذرات الذہب ۶/۱۴۵، بروکلمن ۲/۳۳ وذیل ۲/۱۳۵، الزرکلی: الأعلام ۸/۲۶۔

(۲) عبد اللہ بن یوسف بن احمد بن عبد اللہ بن یوسف، ابو محمد جمال الدین (بقیہ حاشیہ ص ۳۹ پر)

ابن الصائغ[۱] (م ۷۷۶ھ) کے سامنے زانوی تلمذتہ کیا اور اس فن میں بھی یکتای روزگار ہو گئے۔ فن تجوید حاصل کرنے کے لیئے اس زمانے کے مشہور مجوّد برہان الدین الرشیدی[۲] (م ۷۴۰ھ) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کئی برس تک اس فن کی تعلیم حاصل کرتے رہے اور اس میں خوب ماہر ہو گئے۔ مصنف کو فن خطّاطی سے بھی دلچسپی تھی۔ چنانچہ مختلف خطوط کی مشق کے لیے مصر کے مشہور خطّاط ابن السّراج الکاتب[۳] (م ۷۴۷ھ) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خاص طور پر خط منسوب میں کافی مہارت

(بقیہ حاشیہ ص ۳۸) ابن ہشام (۷۰۸-۷۶۱ھ) ادب عربی اور نحو کے ائمہ میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ان کی مشہور کتابیں مغنی اللبیب عن کتب الاعاریب، عمدۃ الطالب فی تحقیق تصریف ابن الحاجب، شذور الذہب، قطر الندیٰ، الجامع الصغیر وغیرہ ہیں۔ حالات کے لیے ملاحظہ کیجیے: الدرر الکامنہ ۳۰۸/۲؛ النجوم الزاہرۃ ۱۳۶/۱۰؛ الأعلام ۲۹۱/۴

(۱) محمد بن عبدالرحمٰن بن علی، ابوعبداللہ شمس الدین الشہیر بابن الصائغ (م ۷۷۶ھ) اپنے زمانہ کے مشاہیر میں شمار کیے جاتے تھے۔ ادیب، شاعر اور فقیہ بھی تھے۔ قاہرہ میں جامع ابن طولون میں بہت دنوں تک قرآن وحدیث کا درس دیتے رہے۔ فوجی معاملات کے قاضی بھی رہے ہیں۔

دیکھیے: النجوم الزاہرہ ۲۸۵/۵

(۲) ابراہیم بن لاجین بن عبداللہ برہان الدین الرشیدی (۶۷۳-۷۴۰ھ) اپنے زمانہ کے مشہور قضاۃ اور خطیبوں میں شمار کیے جاتے تھے۔ نحو اور تفسیر کے بھی بڑے ماہر تھے۔ رقبہ منصوریہ میں بہت دنوں تک درس دیتے رہے پھر جامع امین حسین بن حیدر میں خطیب مقرر کر دیئے گئے۔

حالات کے لیے دیکھیے: طبقات الشافعیۃ السبکی ۸۳/۶؛ النجوم الزاہرہ ۳۳۴/۱؛ الدرر الکامنہ ۲۹/۱ بغیۃ الوعاۃ للسیوطی ص ۱۸۱، شذرات الذہب ۱۵۸/۶۔

(۳) ابوبکر محمد بن محمد بن نمیر، شمس الدین ابن السراج الکاتب (م ۷۴۷ھ) اپنے زمانے کا عمدہ خطّاط تھا۔ اور مختلف علوم وفنون میں مہارت رکھتا تھا۔

حالات کے لیے دیکھیے: ابن تغری بردی: النجوم الزاہرۃ ۴۹/۵؛ شذرات الذہب ۱۵۲/۶۔

حاصل کی۔ ان کے خط کا نمونہ الأعلام میں موجود ہے[1]۔

اوائل عمری میں ابن الملقن کو فقہ، ادب عربی اور علم نحو سے زیادہ دلچسپی رہی لیکن کچھ دنوں کے بعد ان کی پوری توجہ فن حدیث پر مرکوز ہو گئی۔ اس فن کو حاصل کرنے اور اس میں مہارت پیدا کرنے کے لئے مصر کے مشہور محدثین اور اکابر علماء کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جن میں خاص طور پر ابو الفتح ابن سید الناس[2] (م ۷۳۴ھ)، قطب الدین الحلبی[3] (م ۷۳۵ھ) محمد بن غالی[4] (م ۷۴۱ھ) جمال الدین المعدنی الحنبلی[5] (م ۷۴۵ھ) صدر الدین المیدومی[6] (م ۷۵۴ھ) عبد الرحمٰن بن عبد الہادی،

---

(۱) الزرکلی: الأعلام جلد ۵/ لوحہ نمبر ۸۱۰

(۲) ملاحظہ کیجئے حاشیہ نمبر ۱ ص ۳۶ (۳) دیکھیے حاشیہ نمبر ۲ ص ۳۶

(۴) محمد بن غالی بن نجم بن عبد العزیز، شمس الدین ابو عبد اللہ الدمیاطی (۶۵۰ - ۷۴۱ھ) قاہرہ میں حدیثیں بیان کرتے تھے ان سے کثیر جماعت نے سماعتِ حدیث کی۔ ربیع الاول ۷۴۱ھ میں وفات پائی۔

حالات کے لیے دیکھیے: ابن حجر: الدرر الکامنہ ۴/۱۳۳

(۵) یوسف بن محمد بن نصر بن ابی القاسم، جمال الدین المعدنی الحنبلی (۶۶۴ - ۷۴۵ھ) ان کے تفصیلی حالات نہیں ملتے ہیں۔ الدرر الکامنہ ۴/۴۷۶ پر ان کے بارے میں صرف اتنا لکھا ہے کہ نجیب اور العز الحرانی اور ابن علاق سے سماعتِ حدیث کی۔

(۶) المیدومی: محمد بن محمد بن ابراہیم بن ابی القاسم بن عنان، صدر الدین، ابو الفتح المیدومی (۶۶۴ - ۷۵۴ھ) شعبان ۶۶۴ھ میں پیدا ہوئے۔ مشائخ وقت سے سماعت حدیث کی۔ یہ آخری شخص ہیں جنھوں نے ابن علاق، ابن النجیب سے حدیث کی سماعت کی ہے۔ قاہرہ میں حدیث پڑھایا کرتے تھے۔

حالات کے لیے دیکھیے:

محمد بن احمد الفارقی، ابراہیم بن علی الزرزاری کے پاس رہ کر حدیث کی بہت سی کتابیں پڑھیں۔ حسن بن السدید اور عرضی کی خدمت میں حاضر ہو کر حدیث کی بعض کتابوں کو سنایا۔ اس کے بعد مزید مہارت حاصل کرنے کے لئے، علم حدیث کے اچھے ماہرین مغلطائی[1] (م ۷۶۲ھ) اور زین الدین السرخسی کی خدمت میں رہے اور انھیں کی توجہ اور عنایات سے اس فن میں خوب ماہر ہو گئے[2]۔

طلب حدیث کے شوق نے ابن الملقن کو مصر چھوڑ کر دیگر بلاد عربیہ کے سفر کرنے پر مجبور کیا تاکہ دیگر مقامات کے ممتاز محدثین سے بھی استفادہ کریں چنانچہ بقول سخاوی (م ۹۰۲ھ) اور ابن قاضی شہبہ (م ۸۵۱ھ) ۷۷۰ ہجری میں اور بقول ابن العماد (م ۱۰۸۹ھ) ۷۷۷ ہجری میں انھوں نے دمشق کا سفر کیا[3] اور وہاں کچھ دنوں مقیم رہے۔ دوران قیام وہاں کے علماء و فضلاء کے حلقۂ درس میں شرکت کرتے رہے خاص طور پر ابن امیلہ[4] (م ۷۷۸ھ) سے حدیث کی

---

(۱) مغلطائی: مغلطای بن قلیج بن عبداللہ، ابوعبداللہ، علاء الدین، البکجری المصری (۶۸۹-۷۶۲ھ) علم حدیث کے ماہرین میں شمار کیے جاتے ہیں۔ مختلف مدارس میں حدیث کی تعلیم دیتے رہے اور اسی میں اپنی زندگی گزار دی۔ آخر عمر تک پڑھنے پڑھانے میں مشغول رہے۔ ۲۴ شعبان بروز سہ شنبہ ۷۶۲ھ میں انتقال کیا۔

تفصیلی حالات کے لیے دیکھیے: ابن فہد: لحظ الالحاظ ص ۱۳۳؛ لسان المیزان ۶/۷۲

(۲) ابن قاضی شہبۃ: طبقات الشافعیہ رقم ۷۳۹۔

(۳) الضوء اللامع ۶/۱۰۱؛ شذرات الذہب ۷/۴۴۔

(۴) عمر بن حسن بن یزید بن امیلۃ بن جمعۃ بن عبداللہ المراغی المزی (۶۸۰-۷۷۸ھ) اپنے زمانے کے محدثین عظام میں شمار کیے جاتے تھے اور تقریباً پچاس سال تک درس حدیث دیتے رہے۔ جامع مزہ میں امامت کے فرائض بھی انجام دیتے تھے۔

حالات کے لیے دیکھیے: شذرات الذہب ۶/۲۵۸، النجوم الزاہرہ ۵/۲۸۹

بہت سی کتابیں پڑھیں۔ دمشق اور مصر کے محدثین جیسے المزی[1] (م ۷۴۲ھ) وغیرہ نے اجازے بھی عنایت کیے۔

ابن قاضی شہبہ (م ۸۵۱ھ) نے ابراہیم بن اسحاق المناوی[2] (م ۷۵۷ھ) کے حالات کے علاوہ کے ذیل میں لکھا ہے کہ حصول علم کی خاطر، ابن الملقن نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر، اصول فقہ میں ان کی کتاب شرح المعالمین کا بھی کچھ حصہ پڑھا تھا۔[3]

ابن الملقن متعدد صفات حسنہ سے متصف تھے۔ بہت خوبصورت اور قد آور انسان تھے۔ ان کی گفتگو میں بڑی شیرینی تھی۔ عزلت نشینی پسند کرتے تھے لیکن اس کے باوجود عوام

---

(۱) المزی: یوسف بن عبدالرحمن یوسف بن عبدالملک بن یوسف بن علی، جمال الدین، ابوالحجاج، المزی (۶۵۴ھ — ۷۴۲ھ) فقہ، حدیث کے ائمہ میں شمار کیے جاتے تھے۔ اس کے علاوہ صرف ونحو بلاغت و معانی بیان میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے۔ ان کی تصانیف میں "تہذیب الکمال" اور "الاطراف" بہت مشہور رہیں۔

حالات کے لیے دیکھیے: السبکی: طبقات الشافعیۃ ۲۵۱/۶، ابن حجر: الدرر الکامنہ ۴۵۷/۴؛ النجوم الزاہرۃ ۷۶/۱۰؛ ابن العماد: شذرات الذہب ۱۳۶/۶ الزرکلی: الأعلام ۳۱۳/۹

(۲) المناوی: ابراہیم بن اسحاق بن ابراہیم القاضی شرف الدین المناوی المصری (م ۷۵۷ھ) اپنے زمانے کے اکابر علماء میں شمار کیے جاتے تھے ایک کثیر جماعت سے سماعت حدیث کی۔ جامع ازہر اور دارالحدیث الفارقانیہ میں تدریسی خدمات انجام دیتے تھے۔ ان کی تصانیف میں شرح فرائض الوسیط بہت مشہور رہے۔

حالات کے لیے دیکھیے: ابن حجر: الدرر الکامنہ ۱۷/۱، ابن تغری بردی: النجوم الزاہرۃ ۳۲۳/۱۰

(۳) ابن قاضی شہبہ: طبقات الشافعیہ نمبر ۷۳۹

سے خندہ پیشانی سے ملتے تھے گاہے بگاہے ہنسی مذاق کو بھی پسند کرتے تھے۔ ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان کی تصانیف ان کی تقریروں سے بہتر سمجھی جاتی تھیں۔ اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ فن خطابت سے واقف نہ تھے۔ لوگوں کے ساتھ بہت رواداری برتتے تھے۔ ان کو مال و دولت سے بھی وافر حصہ ملا تھا۔ ان میں بخل نہ تھا۔ فقراء و مساکین سے بیحد محبت کرتے تھے اور ان پر اپنا کافی مال خرچ کرتے تھے۔ عبادت و ریاضت میں بھی کسی سے کم نہ تھے۔ ہر سال ماہ رمضان میں جامع حاکم میں اعتکاف کیا کرتے تھے[1]۔

ابن الملقن بہت ذہین تھے۔ کافی مطالعہ کیا کرتے تھے۔ انھوں نے اپنی ۸۰ سالہ زندگی میں علم فقہ و حدیث کی ایسی خدمات انجام دیں کہ اطراف عالم میں ان کا شہرہ ہو گیا ان کے بعض اساتذہ ان کی ذہانت سے اتنے متاثر تھے کہ ان کو بڑے اچھے القاب سے یاد کرتے تھے۔ ان کے ایک استاذ العلائی[2] (م ۷۶۱ھ) ان سے اتنے متاثر ہوئے کہ ان کو "الامام" "شرف الفقہاء والمحدثین والفضلاء" کا خطاب دے دیا[3]۔ اسی طرح ان کے معاصرین بھی ان کی ذہانت و فطانت

---

(۱) الضوء اللامع ۶/۱۰۴، ابن قاضی شہبۃ : طبقات الشافعیۃ نمبر ۷۳۹، ابن فہد : لحظ الالحاظ ص ۱۰۱۔ البدر الطالع ۱/۵۰۸

(۲) خلیل بن کیکلدی بن عبد اللہ، ابو سعید، صلاح الدین العلائی الدمشقی (۶۹۴ــــ۷۶۱ھ) مشہور فقیہ شافعی تھے۔ حدیث و فقہ کے بڑے اچھے عالم تھے۔ ساری زندگی تعلیمی کاموں میں مصروف رہے مدرسہ تنکزیہ، اسدیۃ، صلاحیہ میں بہت دنوں تک پڑھاتے رہے۔ ان کی تصانیف ہر فن میں ان کی امامت کے شاہد ہیں۔ ان کی تصانیف میں "القواعد" سب سے زیادہ مشہور ہے۔ اس کے علاوہ عقیلۃ المطالب فی ذکر اشرف الصفات والمناقب، جامع التحصیل فی رواۃ المراسیل تنقیح الفہوم فی صیغ العموم بھی ہیں ـــــ حالات کے لیے دیکھیے : لحظ الالحاظ للحسینی ص ۴۳

(۳) الضوء اللامع ۶/۱۰۱

سے بڑے متاثر تھے۔ مثال کے طور پر النحاری نے ابن الملقن کے لیے "علم الاعلام" "فخر الانام" "شیخ الاسلام" "علامۃ العصر" "سیف الناظرین" "علم المفیدین والمدرسین" جیسے القاب استعمال کیے ہیں[1]۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ابن الملقن اپنے معاصرین اور اساتذہ کے حلقوں میں کن نظروں سے دیکھے جاتے تھے۔

چونکہ دوران تعلیم ہی سے ابن الملقن کے اساتذہ ان کی ذہانت اور استعداد کے معترف تھے اس لیے انھوں نے ان کو فتویٰ دینے اور تدریس کے لیے اجازے دے دی تھی۔ ایک ماہر فقہ ہونے کی وجہ سے، مصنف ایک عرصے تک قاہرہ میں قاضی کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ تاریخ وسیر کی کتابیں اس بارے میں خاموش ہیں کہ ابن الملقن کب سے عہدۂ قضا پر فائز ہوئے۔ بہرحال تمام تذکرہ نگاروں نے یہی لکھا ہے کہ وہ ایک زمانے تک عہدۂ قضا پر فائز رہے۔ ابن الملقن ۷۸۰ھ میں قاضی القضاۃ کے عہدے کے لیے بہت کوشاں ہوئے۔ اس وقت مصر پر ملوک بادشاہ برقوق[2] حکومت کرتا تھا۔ وہ ابن الملقن کی بڑی عزت کرتا تھا اور اپنے مقربین میں سمجھتا تھا۔ اس نے سراج الدین البُلقینی[3] (م ۸۰۵ھ) سے مشورہ کیا کہ

---

(۱) الضوء اللامع ۶/ ۱۰۴ (۲) برقوق بن انص۔ النس۔ ابوسعید سیف الدین الملک الظاہر العثمانی (۷۳۸ — ۸۰۱ھ) ۔ مصر کا پہلا چرکسی بادشاہ تھا۔ اس نے تقریباً ۲۱ سال تک مصر پر حکومت کی بہت بہادر بادشاہ تھا لیکن بقول سخاوی بڑا حریص اور لالچی تھا۔

حالات کے لیے دیکھیے: الضوء اللامع ۲/ ۱۰ دائرۃ المعارف الاسلامیہ ۳/ ۵۵۸ الاعلام ۲/ ۱۸

(۳) عمر بن رسلان بن نصیر بن صالح بن شہاب بن عبدالخالق، سراج الدین ابوحفص البُلقینی المصری (۷۲۴ — ۸۰۵ھ) اپنے زمانے کے مشہور فقیہ، لغوی، منطقی اور محدّث تھے۔ انھوں نے بہت سی کتابیں لکھیں جن میں الفیض الجاری علی صحیح البخاری بہت مشہور ہے۔

حالات کے لیے دیکھیے: الضوء اللامع ۶/ ۸۵، شذرات الذہب ۷/ ۵۱ قضاۃ دمشق لابن طولون ص ۱۰۹ - الأعلام ۵/ ۲۰۵

ابن الملقن اور ابن ابی البقاء[1] م ۷۸۵ھ میں سے قاضی القضاۃ کے عہدہ کے لیے کون زیادہ مناسب ہے۔ بلقینی (م ۸۰۵ھ) نے معاصرانہ چشمک کی بناء پر علم وفضل کے لحاظ سے دونوں کو کمتر بتلایا لیکن اس کے باوجود برقوق نے ابن الملقن کو قاضی القضاۃ مقرر کردیا۔[2] لیکن مخالفین خاموش بیٹھنے والے نہ تھے۔ برکۃ الزینی اور اس کے ساتھیوں نے کسی مالی معاملہ میں (جس کی تفصیل نہیں ملتی) ابن الملقن کے جعلی دستخط بناکر، برقوق کو ان کی طرف سے بدظن کردیا۔ لیکن اکمل الدین الحنفی[3] (م ۷۸۶ھ) نے درمیان میں پڑکر معاملہ کو رفع دفع کرادیا۔[4]

---

(۱) عبداللہ بن محمد بن عبدالبر بن یحیی بن علی بن تمام بن یوسف، ولی الدین ابوذر بن ابی البقاء السبکی (۷۳۵ — ۷۸۵ھ) اچھے ادیب اور شاعر تھے۔ فقیہ بھی تھے۔ مختلف مدارس میں مدرسی خدمات انجام دیتے تھے۔ مصر میں قاضی کی حیثیت سے بھی عرصے تک کام کرتے رہے۔

حالات کے لیے دیکھیے: الدرر الکامنہ ۲/۲۹۲؛ النجوم الزاہرۃ ۱۱/۲۹۸، شذرات الذہب ۶/۲۸۸ قضاۃ دمشق لابن طولون ص ۱۱۲۔

(۲) لحظ الالحاظ ص ۱۹۸، الضوء اللامع ۶/۱۰۴۔

(۳) محمد بن محمد بن محمود، ابوعبداللہ، اکمل الدین البابرتی، الحنفی (۷۱۴ — ۷۸۶ھ) فقہ حنفی کے بہت بڑے عالم تھے۔ ادب عربی کے بھی فاضل تھے۔ مملوک سلطان برقوق کے دست راست اور مشیر کار تھے۔ ان کی تصانیف میں شرح تلخیص الجامع الکبیر اور العنایۃ فی شرح الہدایۃ، شرح مشارق الانوار، شرح مختصر ابن الحاجب بہت مشہور ہیں۔

حالات کے لیے دیکھیے: بدائع الزہور فی وقائع الدہور ۱/۲۶۱، الفوائد البہیۃ ۱۹۵ النجوم الزاہرۃ ۱۱/۳۰۲ بغیۃ الوعاۃ ص ۱۰۳، الاعلام ۷/۲۷۱۔

(۴) الضوء اللامع ۶/۱۰۴

غالباً اس واقعہ کا شدید اثر ابن الملقن پر پڑا اور کچھ عرصے کے بعد وہ ازخود اس عہدے سے سبکدوش ہو گئے۔ اس کے بعد سے انھوں نے اپنی پوری توجہ تصنیف و تالیف پر مرکوز کر لی۔ انھوں نے مدرسہ سابقیہ، جامع حاکم[1] اور دار الحدیث الکاملیہ[2] میں تدریسی کام بھی شروع کر دیا۔ حدیث اور فقہ میں ان کی تبحر علمی اور مہارت کی وجہ سے ان کے پاس دور دور سے لوگ آیا کرتے تھے اور فیض اٹھاتے تھے۔

چونکہ ابن الملقن کو شروع ہی سے مختلف علوم و فنون کی کتابوں کے مطالعہ کا شوق تھا اس لیے انھوں نے کافی کتابیں جمع کر لی تھیں۔ عمر کے آخری حصے میں ان کا یہ قیمتی سرمایہ نہ معلوم کس طرح نذر آتش ہو گیا۔ ان کی ذاتی تصانیف کے بہت سے مسودات جل کر خاکستر ہو گئے۔ مصنف کے دل و دماغ پر شدید صدمہ پہونچا اور ان کا ذہنی توازن بگڑ گیا۔ اُن کے لڑکے نور الدین علی (جن کے حالات آگے آرہے ہیں) نے ان کو مکان میں مقید کر دیا اور عوام الناس سے ملنا جلنا بند کر دیا لیکن اس کے باوجود مصنف اپنے تصنیفی کام میں برابر مشغول رہے۔ اسی حالت میں شب جمعہ ۱۶ ربیع الاول ۸۰۴ھ میں اُن کا انتقال ہوا۔ اور اپنے والد کے پہلو سعید السعداء میں سپرد خاک کیے گئے[3]۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

---

(۱) یہ مشہور و معروف مسجد قاہرہ میں باب الفتوح کے نزدیک ہے۔ اس کو فاطمی خلیفہ الحاکم بامر اللہ نے ۳۹۳ھ میں تعمیر کرایا تھا۔ المنہل الصافی لابن تغری بردی تحقیق احمد یوسف نجاتی مطبوعہ قاہرہ ۱۹۵۶ — ۱/۷۷۔

(۲) اس کو الملک الکامل ابو بکر محمد بن العادل نے ۶۲۲ھ میں تعمیر کرایا اور چاروں فقہی مسلک کے ماننے والے علماء کا تقرر کیا تھا (القلقشندی: صبح الاعشیٰ ۳/۳۶۳)

(۳) الضوء اللامع ۶/۱۰۵۔ طبقات الشافعیۃ لابن قاضی شہبۃ رقم ۷۳۹۔ لحظ الالحاظ ص ۲۰۱؛ البدر الطالع ۱/۵۰۸۔

ابن الملقن کی کتنی اولاد تھیں اس کے بارے میں تاریخ کی کتابوں میں بصراحت کہیں نہیں ملتا۔ ان کے صرف ایک لڑکے نور الدین، علیؒ[1] کے حالات ملتے ہیں۔ یہ ۷۶۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۸۰۷ھ میں ۳۹ سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ یہ اپنے والد کی طرح عالم و فاضل نہ تھے۔

تلامذہ :

ابن الملقن فقہ اور حدیث میں، اپنے زمانہ میں امام کی حیثیت رکھتے تھے اور اُن کو ابتداء ہی سے تدریسی کاموں سے دلچسپی تھی عرصہ تک مدرسہ سابقیہ، جامع حاکم اور دار الحدیث الکاملیہ میں پڑھاتے رہے۔ اس کے علاوہ بہت سے اشخاص محض ان کی تبحر علمی کی وجہ سے، دور دور سے، ان کے پاس آتے تھے اور اُن سے فیض اٹھاتے تھے یہی وجہ ہے کہ ان کے شاگردوں کی تعداد سینکڑوں تک پہونچتی ہے۔ ابن الملقن مسلکاً شافعی تھے لیکن فقہ و حدیث میں ایسی شہرت کے مالک تھے کہ حنفی، حنبلی، مالکی، شافعی سبھی ان کی شاگردی اپنے لیے باعث افتخار سمجھتے تھے۔ یہاں پرچند مشہور شاگردوں کا ذکر کیا جارہا ہے ورنہ تاریخ و تذکرہ کی کتابوں میں صدہا لوگوں کے حالات ملتے ہیں جنھوں نے ابن الملقن سے کسی نہ کسی شکل میں شرف تلمذ حاصل کیا ہے۔

۱۔ ابراہیم بن احمد بن المیلق القاضی برہان الدین الشاذلی الشافعی المعروف بابن المیلق[2] (۷۸۴ــــ۸۹۴ھ) اپنے زمانے کے مشہور قاضی اور عمدہ خطیب تھے۔ ایک عرصے تک ابن الملقن کی خدمت میں رہ کر مختلف فنون کی کتابیں پڑھیں۔

۲۔ ابراہیم بن احمد بن غانم بن علی المقدسی المعروف بابن غانم[3]۔ ان کی پیدائش ۷۸۰ ہجری میں ہوئی۔ وفات کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں مل سکی۔ خانقاہ صلاحیہ میں متولی کے فرائض

---

(۱) شذرات الذہب ۷/۶۹

(۲) الضوء اللامع ۱/۹ - ۱۰ (۳) الضوء ۱/۲۱

انجام دیتے تھے ۔ ابن الملقن سے سماعتِ حدیث کی۔

۳۔ ابراہیم بن احمد بن محمد، ابو محمد، برہان الدین الخجندی، الحنفی[۱] (۷۷۹ ـــ ۷۵۱ھ) اپنے زمانے کے اچھے مجود تھے ۔ ابن الملقن سے فقہ وحدیث کی تعلیم حاصل کی۔

۴۔ ابراہیم بن علی بن احمد، برہان الدین البہنسی الشافعی[۲] (۷۶۱ ـــ ۸۴۶ھ) انھوں نے ابن الملقن کو نووی (م ۶۷۶ھ) کی منہاج الطالبین اور ابن مالک کی الفیہ سُنائی تھی اور اُن سے اجازہ بھی حاصل کیا تھا۔

۵۔ ابراہیم بن محمد بن احمد بن محمد، ابو حامد النویری المالکی[۳] (۷۹۷ ـــ ۸۱۹) فقہ اور نحو کے امام تھے ۔ابن الملقن کو انہی دونوں علوم سے متعلق کتابیں سنائیں اور افتاء وتدریس کے لئے اجازہ حاصل کیا۔

۶۔ ابراہیم بن محمد بن خلیل، ابو الوفا، الطرابلسی، الحلبی المعروف بالقوف، سبط ابن العجمی[۴] (۷۵۳ ـــ ۸۴۱ھ) انھوں نے ابن الملقن سے فقہ کی کتابیں پڑھیں اور ان کو خرقہ بھی عطا کیا۔

۷۔ ابراہیم بن محمد بن علی بن احمد العلوی النحریری المعروف بابن البدوی[۵] (۷۸۰ ـ ۷۶۱ھ) انھوں نے ابن الملقن سے مختلف کتابیں پڑھیں۔

۸۔ احمد بن اسماعیل بن محمد بن اسماعیل قطب الدین القلقشندی[۶] (۷۶۴ ـ ۸۴۴ھ) ابن الملقن کو منہاج الطالبین سنایا اور فقہ کی بعض دوسری کتابیں پڑھیں۔

۹۔ احمد بن ابی بکر بن رسلان بن نصیر بن صالح، شہاب الدین البلقینی المعروف ـــــ

---

(۱) الضوء ۱/۲۴ ؛ البدر الطالع ۱/۸ ؛ نظم العقیان ص ۱۳ ؛ الاعلام ۱/۲۳

(۲) الضوء ۱/۸۱ (۳) الضوء ۱/۲۷

(۴) الضوء ۱/۳۸ ـ لحظ الالحاظ ص ۳۱۴ ؛ البدر الطالع ۱/۲۸ ؛ الاعلام ۱/۶۲

(۵) الضوء ۱/۲۴۳ (۶) الضوء ۱/۲۴۳

بالعجمی[1] (۷۶۷ ــ ۸۴۴ھ) فن فرائض کے امام تھے ۔ فقہ شافعی کی بنیادی کتابیں ابن الملقن سے پڑھیں ۔

۱۰۔ احمد بن حسین بن علی بن شہاب الدین ، ابو البقاء ، الزبیری[2] (۷۷۰ ــ ۸۵۴ھ) ابن الملقن سے مختلف علوم وفنون کی کتابیں پڑھیں ۔

۱۱۔ احمد بن رجب بن طیبغا المجدی الشافعی المعروف بابن المجدی[3] (۷۶۷ ــ ۸۵۰ھ) ابن الملقن سے فقہ کی کتابیں پڑھیں ۔

۱۲۔ احمد بن عبد الرحمن بن احمد بن عبد الرحمن البیاربناری[4] (۷۵۰ ــ ۸۲۲ھ) صوفی منش انسان تھے ۔ ابن الملقن سے کئی کتابیں پڑھیں ۔

۱۳۔ احمد بن عبد الرحمن بن عوض بن منصور الاندلسی ، الطنبذی[5] (۷۵۱ ــ ۸۳۲ھ) ابن الملقن کی خدمت میں بہت دنوں تک رہے اور ان سے مختلف علوم وفنون کی کتابیں پڑھیں ۔

۱۴۔ احمد بن عثمان بن محمد الریشی المعروف بالکوم الریشی[6] (۷۷۸ ــ ۸۵۲ھ) انھوں نے ابن الملقن سے کتاب العمدہ پڑھی تھی

۱۵۔ احمد بن علی بن احمد بن علی بن عبد المغیث ، ابو العباس النشرتی[7] (۷۶۰ ــ ۸۴۰ھ) فقیہ اور مجود تھے ۔ ابن الملقن سے فقہ کی کتابیں پڑھیں ۔

---

(۱) الضوء ۱/۲۵۳ (۲) الضوء ۱/۲۸۹

(۳) التبر المسبوک ص ۱۴۹ ؛ بغیۃ الوعاۃ ص ۱۳۲ ؛ البدر الطالع ۱/۵۶ ؛ الضوء اللامع ۱/۳۰۰ ۔ الاعلام ۱/۱۲۱

(۴) الضوء ۱/ ۳۲۵

(۵) الضوء ۱/۳۳۲ ؛ ہدیۃ العارفین ۱/۱۳۴ معجم المؤلفین ۱/ ۲۶۷

(۶) الضوء ۲/۲-۳ (۷) الضوء ۲/۹

۱۶۔ احمد بن علی بن محمد بن علی بن احمد العسقلانی المعروف بابن حجر[1] (۷۷۳ ــــ ۸۵۲ھ) ابن الملقن کی خدمت میں رہ کر حدیث میں مہارت حاصل کی اور ان کی کتاب "البدر المنیر" کا خلاصہ تیار کیا۔

۱۷۔ احمد بن عمر بن احمد، ابوالعباس، شہاب الدین الشاذلی المعروف بالشاب التائب[2] (۷۶۷ ــــ ۸۳۲ھ) ابن الملقن سے کئی کتابیں پڑھیں۔

۱۸۔ احمد بن عمر بن سالم، شہاب الدین السولاتی معروف بہ شامی[3] (۷۸۵ ــــ ۸۵۲ھ) کتاب العمدہ اور الالفیہ حفظ کر کے ابن الملقن کو سنایا اور مسلسل بالاولیۃ کی حدیثیں ان سے لکھیں۔

۱۹۔ احمد بن محمد بن ابراہیم شہاب الدین ابوالعباس الفیشی المالکی المعروف بالحناوی[4] (۷۶۳ ـ ۸۴۸ھ) ابن الملقن کو الالفیہ سنائی اور کئی دوسری کتابیں پڑھیں۔

۲۰۔ احمد بن محمد بن احمد، شہاب الدین الزفتاوی[5] (۷۷۴ ـ ۸۶۱ھ) فقہ کی کتابیں ابن الملقن سے پڑھیں۔

۲۱۔ احمد بن محمد بن عبداللہ، ولی الدین ابوحاتم، البہنسی (۷۷۸ ـ ۸۵۴ھ) ابن الملقن سے علم نحو اور فقہ کی کتابیں پڑھیں۔

۲۲۔ احمد بن محمد بن عثمان، شہاب الدین، ابوالعباس، الاموی، العثمانی، المعروف

---

(۱) التبر المسبوک ص ۲۳۰؛ البدر الطالع ۱/۸۷؛ الدرر الکامنہ ـ خاتمۃ للناشر بدائع الزہور ۲/۳۲ ـ دائرۃ المعارف الاسلامیہ ۱/۱۳۱ ـ الأعلام ۱/۱۷۳

(۲) الضوء ۲/۵۰ (۳) الضوء ۲/۵۳

(۴) التبر المسبوک ص ۱۰۶، الضوء ۲/۶۹

باابن الحمرہ[1] (۷۶۷ - ۸۴۰ھ) ابن الملقن سے مختلف علوم وفنون کی کتابیں پڑھیں۔

۲۳۔ احمد بن موسیٰ بن عبداللہ، شہاب الدین المغربی الصنہاجی[2] (۷۸۰ - ۸۵۸ھ) ابن الملقن سے علم فقہ خوب اچھی طرح سیکھا۔

۲۴۔ اسحاق بن ابراہیم بن احمد تاج الدین التدمری[3] (م ۸۳۳ھ) ابن الملقن نے ان کو فقہ میں اجازہ دیا تھا

۲۵۔ ابوبکر بن احمد بن محمد، ابوالصدق، تقی الدین ابن قاضی شہبہ[4] (۷۷۹ - ۸۵۱ھ) ابن الملقن سے فقہ اور حدیث کی کتابیں پڑھیں۔

۲۶۔ حسن بن احمد بن مکی، العلقمی[5] (۷۷۰ - ۸۳۳ھ) منہاج الطالبین اور الفیہ بن مالک ابن الملقن سے پڑھیں۔

۲۷۔ حسن بن محمد بن ایوب الحسینی المعروف بالشریف النسابہ[6] (۷۶۷ - ۸۶۶ھ) ایک زمانے تک ابن الملقن کے حلقہ درس میں شریک ہوتے رہے۔

۲۸۔ حسین بن احمد بن محمد، بدرالدین ابوعلی الہندی المکی[7] (۷۴۲ - ۸۲۴ھ) قاہرہ میں ابن الملقن کے حلقہ درس میں شریک ہوئے۔

۲۹۔ خلف بن علی بن محمد التروجی الشافعی[8] (۷۶۰ - ۸۴۴ھ) انھوں نے مؤطا

---

(۱) الضوء ۱۸۶/۲ (۲) الضوء ۲۲۹/۲

(۳) الانس الجلیل ۴۸۳/۲، کشف الظنون ۱۵۸۹ - الضوء ۲۷۶/۲

(۴) الضوء ۲۱/۱۱؛ النجوم الزاہرة ۳۱۴/۷؛ حوادث الدہور ۲۵/۱ شذرات الذہب ۲۷۹/۷ - الاعلام ۳۵/۲

(۵) الضوء ۹۲/۳ (۶) الضوء ۱۲۱/۳

(۷) الضوء ۱۳۷/۳ (۸) الضوء ۱۸۴/۳

امام مالک، ابن الملقن کو سنائی تھی۔

۳۰۔ رضوان بن محمد بن یوسف، زین الدین، ابو النعیم، الصحراوی[1] (۷۶۹ — ۸۵۲ھ) ابن الملقن کے حلقۂ درس میں شامل ہوتے رہے۔

۳۱۔ سلیمان بن ابراہیم بن عمر بن علی نفیس الدین الزبیدی الحنفی[2] (۷۴۵ - ۸۲۵ھ) ابن الملقن سے حدیث کی کتابیں پڑھیں۔

۳۲۔ سلیمان بن فرح بن سلیمان، علم الدین الحَجَّینی الحنبلی[3] (۷۶۷ — ۸۲۲ھ) مختلف علوم و فنون کی کتابیں، ابن الملقن سے پڑھیں۔

۳۳۔ شعبان بن محمد، زین الدین ابو الطیب العسقلانی المعروف بابنِ حجر[4] (۷۸۰ - ۸۵۹ھ) قرآن مجید اور کتاب العمدہ ابن الملقن سے پڑھی۔

۳۴۔ صدقہ بن علی بن محمد، فتح الدین، الشارمساحی[5] (م ۸۵۰ھ) ابن الملقن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ابو اسحاق الشیرازی (م ۴۷۶ھ) کی کتاب التنبیہ پڑھی اور ان سے اجازہ بھی حاصل کیا۔

۳۵۔ عبدالرحمٰن بن عبدالوارث، نجم الدین المالکی[6] (۷۸۳ — ۸۶۸ھ) ابن الملقن سے کچھ کتابیں پڑھیں۔

۳۶۔ عبدالرحمٰن بن علی بن عمر، ابو ہریرۃ، المعروف بابن الملقن[7] (۷۹۰ — ۸۷۰ھ) یہ ابن الملقن کے پوتے ہیں۔ انھوں نے مختلف علوم و فنون کی کتابیں ابن الملقن سے پڑھیں۔

---

(۱) الضوء ۳/۲۲۶ - الاعلام ۳/۵۳

(۲) الضوء ۳/۲۵۹ (۳) الضوء ۳/۲۶۹

(۴) الضوء ۳/۳۰۴ (۵) الضوء ۳/۳۱۸

(۶) الضوء ۴/۹۰ (۷) الضوء ۴/۱۰۱

۳۷۔ علی بن احمد بن خلیل، نور الدین، الاسکندرانی المعروف بابن بصال[1] (۷۷۳ـ۸۴۷ھ) ابن الملقن سے سماعتِ حدیث کی اور ان کی بہت سی کتابیں اپنے ہاتھ سے لکھیں۔

۳۸۔ عبدالرحمٰن بن محمد بن حسن، تقی الدین الزبیری المعروف بابن الفاقوسی[2] (۷۸۶ـ۸۶۴ھ) انھوں نے ابن الملقن سے حدیث کی بہت سی کتابیں پڑھیں۔

۳۹۔ عبدالرحمٰن بن محمد بن یحییٰ، ابو الفضل، زین الدین، السندبیسی[3] (۷۸۵ـ۸۵۲ھ) ابن الملقن سے حدیث کی سماعت کی۔

۴۰۔ عبدالرحیم بن محمد بن عبدالرحیم، عز الدین، ابو محمد المعروف بابن الفرات[4] (۷۵۹ـ۸۵۱ھ) ابن الملقن سے ۷۷۱ ہجری میں کتاب العمدہ پڑھی تھی۔

۴۱۔ عبدالسلام بن داؤد، عز الدین، السلطی المعروف بالعز القدسی[5] (۷۷۲ــ۸۵۰ھ) قاہرہ میں ایک عرصے تک ابن الملقن کی خدمت میں رہے اور بہت سی کتابیں پڑھیں۔

۴۲۔ عبدالعزیز بن محمد بن عبداللہ ابو محمد المالکی المعروف بابنِ عبدالعزیز[6] (۷۸۰ـ۸۵۸ھ) ابن الملقن سے کتاب العمدہ پڑھی تھی

۴۳۔ عبدالغنی بن عبدالحمید، تقی الدین ابو محمد المغربی، المنوفی[7] (۷۷۰ــ۸۵۸ھ) ابن الملقن سے فقہ کی تعلیم بھی حاصل کی۔

۴۴۔ عبدالغنی بن محمد بن احمد، زین الدین القمنی[8] (۷۸۲ــ۸۶۷ھ) انھوں نے کتاب التنبیہ، العمدۃ اور الفیہ ابن مالک، ابن الملقن کو سنائیں اور انھوں نے ان کو اجازہ دیا۔

---

(۱) شذرات الذہب ۷/۲۶۰ (۲) الضوء ۴/۱۲۸ (۳) الضوء ۴/۱۵۰

(۴) التبر المسبوک ۱۹۳ ـ الضوء ۴/۱۸۶ الاعلام ۴/۱۲۳

(۵) الضوء ۴/۲۰۳ (۶) الضوء ۴/۲۲۸

(۷) الضوء ۴/۲۵۳ (۸) الضوء ۴/۲۵۴

۴۵۔ عبداللطیف بن احمد بن علی بن محمد، نجم الدین، ابو الثنار الحسنی المکی، الفاسی[۱] (۷۷۸ـ ۸۲۲ھ) ابن الملقن سے فقہ کی کتابیں پڑھیں

۴۶۔ عبداللطیف بن محمد بن عبداللہ، ابو الطیب الزفتاوی[۲] (م ۸۷۷ھ) کتاب التنبیہ الالفیہ، اور "العمدۃ" ابن الملقن کو سنائیں اور انھوں نے ان کو اجازہ دیا۔

۴۷۔ عبداللہ بن احمد بن عبدالعزیز بن موسی العذاری البشبیشی[۳] (۷۶۲ـ ۸۲۰ھ) ابن الملقن سے فقہ کی کئی کتابیں پڑھیں۔

۴۸۔ عبداللہ بن محمد بن عیسی، جلال الدین العوفی[۴] (۷۷۵ ـ ۸۴۵ھ) فقہ کی کتابیں ابن الملقن سے پڑھیں۔

۴۹۔ عبدالمؤمن بن علی بن عبدالمومن الدومی الشامی[۵] (۷۵۶ ـ ۸۳۳ھ) حدیث کی کتابیں ابن الملقن سے پڑھیں۔

۵۰۔ علی بن احمد بن اسماعیل ابو الفتوح، القلقشندی[۶] (۷۸۸ ـ ۸۵۶ھ) ابن الملقن کے پاس رہ کر فن فقہ کی بہت سی کتابیں پڑھیں۔

۵۱۔ علی بن ابی بکر بن علی، نور الدین البکری البلبیسی[۷] (۷۸۲ـ ۸۵۹ھ) ابن الملقن کے حلقہ درس میں شامل ہوتے تھے اور بہت سی کتابیں اُن سے پڑھیں۔

تصانیف:

ابن الملقن کا تصنیفی دور کب سے شروع ہوتا ہے، تاریخ کی کتابوں میں، قطعیت کے ساتھ، کہیں مذکور نہیں۔ سخاوی (م ۹۰۲) نے زین الدین العراقی (م ۸۰۶ھ) کے حوالے

---

(۱) الضوء ۴/۳۲۲ (۲) الضوء ۴/۳۳۶

(۳) الضوء ۵/۷ (۴) الضوء ۵/۶۰ (۵) الضوء ۵/۹۰

(۶) الضوء ۵/۱۶۱ (۷) الضوء ۵/۲۰۴

سے لکھا ہے کہ "ابن الملقن نے عنفوانِ شباب ہی سے تصنیف وتالیف کا کام شروع کر دیا تھا"[1] خود ابن الملقن اپنی کتاب "خلاصۃ البدر المنیر" کے آخر میں رقم طراز ہیں:

هذا آخر ما وقع عليه الاختصار من كتابنا المسمى البدر المنير في تخريج أحاديث الشرح الكبير إلى أن قال وكان الابتداء في اختصاره يوم الجمعة تاسع عشرين من شعبان المكرم والفراغ منه في يوم الجمعة رابع شوال كلاهما سنة تسع وأربعين وسبع مائة[2]

مندرجہ بالا عبارت سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ مصنف نے ۲۹ شعبان بروز جمعہ ۷۴۹ھ میں کتاب البدر المنیر کی تلخیص کا کام شروع کیا تھا اور ۴ شوال بروز جمعہ ۷۴۹ھ میں اس کو مکمل کر دیا۔ ابن الملقن کی ولادت ۷۲۳ھ میں ہوئی اور خلاصۃ البدر المنیر کی تکمیل کے وقت اس کی عمر ۲۶ سال کی تھی۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مصنف نے ۷۴۹ھ سے پہلے "البدر المنیر" لکھی ہوگی اور اس طرح اس نے ۲۶ سال کی عمر سے یقیناً قبل ہی تصنیف وتالیف کا کام شروع کر دیا ہوگا۔

ابن الملقن نے حدیث، اصولِ حدیث، فقہ اور اصولِ فقہ، تاریخ وتذکرہ، علم نحو اور دیگر علوم وفنون میں بہت سی کتابیں لکھیں جیسا کہ آگے کی تفصیل سے معلوم ہو جائے گا۔ مورخین نے ان کی تصانیف کی تعداد تین سو تک بتلائی ہے جن میں اکثر کتابیں مصنف کے حین حیات ہی نذر آتش ہوگئیں۔ اب بھی ساٹھ سے زائد تصانیف مشرق ومغرب کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں جن میں بعض بخطِ مصنف ہیں اور بعض مصنف کے حین

---

(۱) الضوء اللامع ۶/۱۰۱

(۲) فہرست مشروح بعض کتب نفیسہ قلمیہ مخزونہ کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد (مطبوعہ ۱۳۵۷ھ) ۲/۲۰۵

حیات میں لکھی گئی ہیں۔ ابن الملقن کی تصانیف نے ان کی زندگی ہی میں اتنی شہرت حاصل کر لی تھی کہ ان کے بعض معاصرین نے ان کو بطور مآخذ کے استعمال کیا ہے۔ جیسے بقول ابن قاضی شہبہ (م ۸۵۱ھ) احمد بن حمدان شہاب الدین الاذرعی (م ۷۸۳ھ) نے نووی کی منہاج الطالبین کی شرح لکھتے وقت ابن الملقن کی شرح المنہاج سے پورا پورا استفادہ کیا تھا۔[۱]

مصنف کو سب سے زیادہ دلچسپی، حدیث اور فقہ سے تھی۔ اسی لیے ان کی زیادہ تر تصانیف انھی فنون پر مشتمل ہیں۔ ان کی تصانیف کی پسندیدگی کا یہ عالم تھا کہ ان کے بعض ہم پلہ معاصرین نے اُن کی بعض کتابوں پر تقریظیں لکھی ہیں اور ان کے کام کو بہت سراہا ہے جیسے تاج الدین السبکی (م ۷۷۱ھ) نے ان کی کتاب "البدر المنیر" پر تقریظ لکھی۔ اسی طرح عماد الدین ابن کثیر (م ۷۷۴ھ) نے بھی ان کی کسی کتاب پر تقریظ لکھی تھی۔[۲]

مذکرہ بالا امور سے اندازہ ہوتا ہے کہ ابن الملقن کی زندگی ہی میں ان کی کتابیں پسندیدگی کی نظروں سے دیکھی جاتی تھیں اور صرف عوام ہی نہیں بلکہ علماء و فضلاء بھی اُن کی کتابوں سے استفادہ کرتے تھے۔

میرے علم کے مطابق، ان کی تمام تصانیف میں سے صرف ایک مختصر رسالہ "الکلام علی سنۃ الجمعۃ قبلہا و بعدھا" ۱۳۱۴ھ میں شائع ہوا ہے اور اس کی اشاعت کا شرف ہندوستان کو حاصل ہے۔ اب ہم ذیل میں فن وار ان کی تصانیف کا مختصر تعارف کرائیں گے۔

(باقی)

---

(۱) ابن شہبہ : طبقات الشافعیہ نمبر ۷۳۹

(۲) السخاوی : الضوء اللامع ۷/۱۰۱